AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title Naimatul Baari Fi Sharah Shahih Bukhari: Ek Mutlaya

Author (s): Dr. Muhammad Atif Aslam Raoo

Received on: 02 November, 2020
Accepted on: 15 Ferbruary, 2021

Published on: 18 March, 2021
Citation: English Names of Authors, " Naimatul Baari Fi Sharah Shahih Bukhari: Ek Mutlaya", AL-ILM 5 no 1 (2021):21-39

Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری: ایک مطالعہ

[1]ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

Abstract

The Qur'ān is the ultimate Divine guidance. For a better understanding of the Qur'ān, it is needful to consult with the interpretation of Prophet Muhammad (peace be upon him). It is the reason that Muslim scholars of all the times conveyed the meanings and exegesis of the Aḥādith in different languages of the world with par excellence. This research paper is an attempt to analyze and introduce a unique Urdu translation named 'Na'imat ul Barī fi Shraḥ Ṣaḥiḥ al Bukhārī'" by 'Allāma Ghulām Rasōl Sa'eedī (1937-2016). The article evaluates the methodology of the Sheikh critically and analytically in an objective manner. The distinction of this translation has been highlighted and the limitation of Urdu language has also been pointed out lucidly. It is worth mentioning that footnotes used by Sheikh for the complete understanding are effective, useful and of great importance for its readers. The article concludes with a comprehensive analysis of the aspects dealt with in terms of methodology and characteristics of 'Na'imat ul Barī fi Shraḥ Ṣaḥiḥ al Bukhārī'. The research stands very significantly in Islamic literature because it revisits the book to elaborate his contributions in the field of the Hadīth sciences and opens up an exposure for Islamic researchers to study books of aḥadīth with this aspect as well.

Keywords: *Na'imat ul Barī fi Shraḥ Ṣaḥiḥ al Bukhārī, Hadīth Sciences, 'Allāma Sa'eedī, Distinctions, Methodology, Exegesis.*

۱- اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، پاکستان

تمہید:

اسلام دین فطرت ہے۔ یہ صرف عبادات سے متعلق نہیں بلکہ اس کی تعلیمات تمام شعبہ ہائے زندگی کو محیط ہیں۔ ان میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشیات واقتصادیات وغیرہ شامل ہیں۔ قرآن مجید کی توضیح وتشریح کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو معیار قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے قول وعمل دونوں سے قرآن کی تشریح فرمائی۔ گویا کہ قرآن وسنت دونوں شریعت اسلامیہ کے بنیادی ماخذ ہیں اور تمام مسائل کے حل کے لیے امت کو اولاً انہی دونوں سے رہنمائی لینے کا حکم ہے اور حدیث وسنت کا علم اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس کے بغیر قرآن مجید کو سمجھنا ناممکن ہے۔ خصوصاً اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری کی اب تک سینکڑوں شروحات لکھی جاچکی ہیں۔ لیکن کسی محدث نے یہ نہیں کہا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کے فرامین کا کماحقہ حق ادا کر دیا۔ انہیں شروحات میں سے ایک شرح زمانہ قریب کے متبحر عالم دین علامہ غلام رسول سعیدی کی ہے۔ آپ کی شرح نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری جو ۱۶ ضخیم مجلدّات پر مشتمل ہے اور اپنی خصوصیات وامتیازات کے سبب ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اسی شرح کا مطالعہ کیا جائے گا۔

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری پر سابقہ کام:

علامہ سعیدی کے حوالے سے پاکستانی جامعات میں مختلف جہات پر کام کیا گیا ہے جن میں آپ کی خدمات، تفردات، آپ کی تصنیفات وتالیفات پر دیگر شروحات سے تقابل وغیرہ وغیرہ پر بی ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی لیول پر مقالات ہوئے ہیں۔ مذکورہ کتاب کے منہج پر ایم فل کی سطح کا مقالہ شگفتہ جبیں نے پروفیسر ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کی زیرِ نگرانی جی سی یونی ورسٹی، فیصل آباد سے ۲۰۱۶ء میں مکمل کیا ہے جب کہ ایک مقالہ نعمۃ الباری میں مباحثِ حدیث کے عنوان سے ہوا ہے جس کی مکمل تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔ گویا کہ اس شرح کو صحیح معنوں میں پذیرائی نہیں مل سکی یہاں تک کہ ایچ ای سی اپروو ڈ جرنلز کے اشاریہ میں مذکورہ شرح پر کوئی مقالہ نہیں مل سکا چنانچہ مقالہ نگار نے اس موضوع کا انتخاب کیا۔

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری کا زمانہ تصنیف وسبب تالیف:

علامہ سعیدی نے تبیان القرآن کی تکمیل کے بعد اسی روز 18 جنوری 2006ء کو امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری کی مشہور ومستند کتاب، کتاب اللہ کے بعد اولین ماخذ، ''الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ المعروف بہ صحیح البخاری'' کی شرح کا آغاز ''انعام الباری'' کے نام سے کیا اور اس کی پہلی جلد ۱۹ اگست ۲۰۰۶ء کو تقریباً ۷ ماہ اور بیس روز میں مکمل ہوئی۔ ابتدائی چار جلدیں فرید بک سٹال لاہور سے طبع

ہونے کے بعد آپ کو علم ہوا کہ مفتی تقی عثمانی بھی اس نام سے بخاری کی شرح پر کام کر رہے ہیں، چنانچہ آپ نے اس کا نام بدل کر ''نعمۃ الباری'' رکھ دیا۔ سات جلدوں تک اس کا معاہدہ فرید بک سٹال سے رہا، پھر آٹھویں جلد 15 ستمبر 2010ء بروز بدھ، کو شروع کی اور ضیاء القرآن سے اس کی آٹھویں جلد سے لے کر سولہویں جلد تک بنام ''نعم الباری'' طباعت کے مرحلہ سے آراستہ ہوئیں۔ مکمل شرح کی تکمیل تقریباً 8 سال 3 ماہ اور 13 دن میں ہوئی۔ اس شرح کی تالیف کے حوالہ سے علامہ سعیدی لکھتے ہیں:

> '' صحیح البخاری'' کی دستیاب اردو شروحات دیکھ کر مجھے اکثر یہ خیال آتا تھا کہ کتب حدیث میں '' صحیح البخاری'' کا جو عظیم الشان مقام ہے، اس کے شایان شان اس پائے کی کوئی شرح نہیں ہے، اس لیے میں چاہتا تھا کہ اردو میں بھی اس کی کوئی ایسی عظیم المرتبہ شرح لکھی جائے، جو عربی شروح میں سے ''شرح ابن بطال، عمدۃ القاری اور فتح الباری'' کا عکس جمیل ہو، کافی عرصہ سے میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ میں '' صحیح البخاری'' کی ایسی وقیع شرح لکھوں جو میری لکھی ہوئی ''شرح صحیح مسلم'' سے فائق ہو۔ (1)

نعمۃ الباری کا اجمالی خاکہ

نعمۃ الباری 16 ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے ہر جلد کے آغاز میں تقریباً 50 صفحات پر مشتمل فہرست ہے اس کے بعد خطبہ کتاب عربی اور اردو میں دیا گیا ہے۔ پہلی جلد میں مقدمہ میں حدیث کی تعریف واقسام، ضرورت، حجیت، تدوین، انواع اور مصطلحات حدیث کا تعارف تقریباً 70 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد امام بخاری کی سوانح رقم کی گئی ہے اس کے ساتھ ساتھ صحیح بخاری کا تعارف، وجہ تالیف، تسمیہ، اسلوب، شرائط، تعلیقات کے اسباب واقسام، شرائط، تراجم ابواب، صحیحین کا موازنہ، صحیح بخاری کی شروحات اور ان کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ہر جلد کے آخر میں ماخذ و مراجع کی فہرست اور ایک ڈائری نقل کی گئی ہے تاکہ کام کی رفتار کا اندازہ کیا جا سکے۔ آپ نے تمام جلدوں میں سب سے پہلے کتاب اور عنوان کی لغوی اور شرعی معانی کی وضاحت کی ہے اس کے لیے آپ نے مشہور لغات کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث سے وضاحت کا بھی التزام کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ باب کی سابقہ باب کے ساتھ مناسبت کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔

علامہ سعیدی مکمل حدیث ذکر کرنے کے ساتھ اس کی تائید وتردید میں بھی روایات نقل کرتے ہیں اس سے متعلقہ آیات کو ذکر کرتے ہیں، نعمۃ الباری سے پہلے کی اردو شروحات میں شارحین بغیر تخریج کے احادیث ذکر کرتے ہیں لیکن اس شرح میں تمام احادیث کو تخریج کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور ایک خوبی یہ ہے کہ وہ حدیث جس جس کتاب میں ہو ان تمام کے مکمل حوالہ جات نقل کیے گئے ہیں۔ حدیث کے ساتھ سند کا بھی ترجمہ کیا گیا

ہے اور معروف کتب سے رجال کا تعارف اور احوال بھی ذکر کیے گئے ہیں، اگر دو احادیث متعارض ہوں تو ان کے مابین تطبیق دیتے ہیں اور ایک حدیث کی شرح میں کئی کتابوں سے احادیث نقل کرتے ہیں، جہاں کہیں محدثین کا اختلاف ہو ان کی وجہ اختلاف اور اعتراضات کو رفع کرتے ہیں اس سلسلے میں قدیم شروحات کے ساتھ ساتھ معاصرین کے کام کا جائزہ بھی پیش کرتے ہیں۔ مذاہب اربعہ کے مختلف اقوال ذکر کر کے مذہب حنفی کا تفوق وبرتری ظاہر کرتے ہیں جہاں کہیں ضرورت ہو کسی ایسے مسئلہ پر جو آپ کی سابقہ کتب میں مفصل بیان کیا گیا ہو، وہاں اس کتاب سے رجوع کرنے کے لیے اشارہ دیتے ہیں۔ ہر کتاب کی شرح کے اختتام پر مکمل تعداد حدیث باعتبار اقسام بیان کرتے ہیں اور دعائیہ کلمات پر کتاب کا اختتام کتاب کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

> "الٰہ العلمین! جس طرح آپ نے محض اپنے فضل و کرم سے یہاں تک پہنچادیا، "نعمۃ الباری" کی باقی جلدیں بھی مکمل کرادے، اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں مقبول اور مشکور فرما۔ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمااور محض اپنے فضل سے جنت الفردوس عطا فرما۔ (آمین)۔"[2]

نعمۃ الباری کے خصائص وامتیازات

نعمۃ الباری متعدد خصائص کی حامل شرح ہے جن کا احاطہ بمع امثلہ اس مختصر مقالہ میں مشکل ہے۔ تاہم مقالہ نگار کی کوشش ہوگی کہ "خیر الکلام ماقل ودل" کے تحت جامع ومانع تحقیق قارئین کی نظر کی جائے۔

i. جامع ومفصل مقدمہ نعمۃ الباری

علامہ سعیدی نے نعمۃ الباری کے شروع میں ایک جامع ومفصل مقدمہ لکھاہے جو اصولِ حدیث پر ایک شاندار مقالہ ہے۔ جس میں ضرورت حدیث، حجیت، تدوین، تعریف حدیث، اقسام، مراتب ارباب حدیث پر مبسوط بحث کے ساتھ ساتھ احادیث سے ثابت ہونے والے امور، روایت مختلفہ میں مذاہب ائمہ اور مشہور حفاظ حدیث کا بھی ذکر کیا گیاہے۔

ii. امام بخاری و صحیح البخاری وشروحاتِ بخاری کا تعارف

علم اصولِ حدیث پر بحث کے بعد علامہ سعیدی نے امام بخاری اور صحیح بخاری کے تعارف، صحیح بخاری پر تبصرہ اور عربی واُردو شروحات بخاری کا مفصل ذکر کیا ہے، جو تقریباً 45 صفحات پر مشتمل ہے۔

iii. سند کے ترجمہ کا اہتمام

کتب احادیث میں تراجم وشرح کے علاوہ عام طور پر سند حدیث کا ترجمہ نہیں کیا جاتا لیکن اس شرح میں اہتمام کیا گیاہے۔ علامہ سعیدی کہتے ہیں کہ میں نے "صحیح بخاری" کی ہر حدیث کی سند کا مکمل ترجمہ کیاہے۔ چنانچہ

شرح بخاری سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"امام بخاری روایت کرتے ہیں: ہمیں ابو معمر عبد اللہ بن عمرو نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا ہمیں عبد الوارث نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا ہمیں عبد العزیز بن صہیب نے حدیث بیان کی از حضرت انس، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ کے پاس ایک پردہ تھا، جس کو انھوں نے گھر کی ایک جانب لٹکایا ہوا تھا، نبی ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اس پردہ کو ہمارے سامنے سے ہٹا دو کیونکہ اس کی تصاویر مسلسل میری نماز میں میرے سامنے رہی ہیں۔"(3)

علامہ سعیدی نے شرح صحیح مسلم میں سند کا اہتمام نہیں کیا لیکن نعمۃ الباری میں مکمل ترجمۂ سند کیا ہے۔

iv. ترجمۃ الباب کی وضاحت اور ما قبل کے ساتھ ربط

امام بخاری نے حدیث کا جو عنوان ذکر کیا ہے، علامہ سعیدی نے اس کی وضاحت کی ہے، اس کا لغوی اور شرعی معنی بیان کیا ہے اور اس عنوان کی عنوان سابق کے ساتھ مناسبت بیان کی ہے۔ چنانچہ کتاب العلم کے ایک ترجمۃ الباب پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"امام بخاری نے عنوان قائم کیا کہ "باب من خص بالعلم قوما دون قوم کراهية ان لا یفهموا" کسی ایک قوم کو کسی چیز کے علم کے ساتھ خاص کرنا اور اس خطرہ سے دوسروں کو نہ بتانا کہ وہ نہیں سمجھیں گے۔ اس باب میں اور سابق باب میں یہ مناسبت ہے کہ باب سابق میں یہ بیان کیا تھا کہ جب یہ خطرہ ہو کہ کسی صحیح کام سے لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے شر میں مبتلا ہوں گے تو اس کام کو ترک کر دیا جائے اور اس باب میں یہ بتایا ہے کہ کوئی مسئلہ صرف خاص سمجھ دار لوگوں کو بتایا جائے اور نا سمجھ لوگوں کو نہ بتایا جائے، البتہ پہلا باب افعال میں تھا اور یہ باب اقوال میں ہے۔"(4)

v. حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حدیث مبارکہ کی باب سے مطابقت اور مناسبت جس جملہ میں ہو آپ اس کو بیان کرتے ہیں اور یہ کام شرح بخاری کے حوالہ سے اہم اور مشکل کاموں میں سے ایک ہے، مثال کے طور پر "باب الحلف فی عزت الله وصفاته وكلماته" میں حدیث سے مطابقت آپ اس طرح بیان کرتے ہیں:

"اس حدیث کی باب کے ساتھ مطابقت ظاہر ہے کیونکہ باب کے عنوان میں مذکور ہے

"عزت الله" اور اس حدیث میں مذکور ہے "وعزتک""[5]

ایک دوسرے مقام پر بَابُ بَوْلِ الصِّبیَانِ (بچوں کے پیشاب کا حکم) حدیث نمبر ۲۲۲ کے تحت لکھتے ہیں:

"باب کے عنوان کے ساتھ اس حدیث کی مطابقت اس جملہ میں ہے: آپ نے پانی منگایا اور پانی کو اس کپڑے پر بہایا۔"[6]

اگر حدیث کی باب سے مطابقت نہ ہو تو اس کو بھی بیان کر دیتے ہیں مثال کے طور پر حدیث نمبر 430 کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث کی باب کے ساتھ مطابقت نہیں ہے کیونکہ باب کا عنوان اونٹوں کی جگہ پر نماز پڑھنا اور حدیث میں ہے سواری کی طرف نماز پڑھنا۔"[7]

مطابقت نہ ہونے کی صورت میں اگر کسی اور حدیث سے مطابقت ہو تو اس کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔ حدیث نمبر 453 کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت ظاہر نہیں ہے کیونکہ باب کا عنوان ہے: مسجد میں شعر پڑھنا اور حدیث مذکور میں مسجد میں شعر پڑھنے کا ذکر نہیں ہے تاہم ایک اور حدیث ہے جس میں مسجد میں شعر پڑھنے کا ذکر ہے: سعید بن المسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر مسجد میں گزرے اور حضرت حسان شعر پڑھ رہے تھے (حضرت عمر نے ان کے مسجد میں شعر پڑھنے پر اعتراض کیا) حضرت حسان نے کہا: میں مسجد میں شعر پڑھتا تھا اور مسجد میں آپ سے افضل موجود تھے، پھر انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مڑ کر کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میری طرف سے جواب دو اے اللہ اس کی روح القدس سے تائید فرما !حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہاہاں"[8]

vi. باب کی کتاب کے ساتھ مناسبت

علامہ سعیدی حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ باب کی متعلقہ کتاب کے ساتھ مطابقت بھی بیان کرتے ہیں، عام شارحین نے یہ کام نہیں کیا، ایک مقام پر باب کی کتاب کے ساتھ مناسبت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اس باب کی "کتاب الایمان" کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ اس میں ایمان کا ذکر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت میں دعا (عبادت) کی تفسیر ایمان کے ساتھ کی ہے۔ امام ابن المنذر نے کہا ہے: اگر تمہاری دعا نہ ہوتی یعنی تمہارا ایمان نہ ہوتا، دعا کا اصل معنی ندا کرنا، فریاد کرنا اور مدد طلب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "**ادعونی استجب لکم** "(9) تم مجھ کو پکارو اور مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ امام بخاری نے جو دعا کا معنی ایمان کیا ہے وہ کسی لغت کی کتاب میں نہیں ہے اور اس عنوان کے بعد جو حدیث ذکر کی ہے، اس کی عنوان کے ساتھ بالکل مطابقت نہیں ہے۔"(10)

vii. امام بخاری کی پیش کردہ آیات کا ترجمہ و تفسیر:

علامہ سعیدی صرف احادیث نہیں بلکہ امام بخاری کی پیش کردہ آیات کی تفسیر بھی مستند مفسرین کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں، چنانچہ کتاب الایمان میں اولاً امام بخاری کی پیش کردہ آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تاکہ ان کے ایمان کے ساتھ ایمان زیادہ ہو۔ اور ہم نے ان کی ہدایت کو زیادہ کر دیا اور جن لوگوں نے ہدایت پائی اللہ ان کی ہدایت کو زیادہ کر دیتا ہے اور جن لوگوں نے ہدایت پائی اللہ نے ان کی ہدایت کو زیادہ کر دیا اور انہیں ان کا تقویٰ عطا فرمایا۔"

ترجمہ نقل کرنے کے بعد آیات کو نقل کرنے کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور ہدایت کو زیادہ کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور کمی اور زیادتی اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں اور ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے۔ ہم اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ ان آیات میں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے اور ہم احناف کے نزدیک بھی ایمان کامل میں اعمال داخل ہیں اور اس میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ آیات احناف کے خلاف نہیں ہیں تاہم مزید وضاحت کے لیے ہم مفسرین سے ان آیات کی تفسیر نقل کر کے پیش کر رہے ہیں۔"(11)

اس کے بعد مفسرین کے مفصل اقوال نقل کیے ہیں، ذیل میں صرف ایک اقتباس پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

امام ماتریدی نے فرمایا: اس آیت کے دو محمل ہیں۔ 1) سیدنا محمد ﷺ اور آپ کی کتاب پر ان کا ایمان، تمام رسولوں اور ان کی کتابوں پر ایمان کے ساتھ زیادہ ہو جائے، جن کی وہ پہلے تصدیق کر چکے تھے۔ یہ توجیہہ صرف اہل کتاب کے ساتھ خاص ہے۔ 2) پچھلی ساعتوں میں

جو ان کا ایمان تھا۔ اس کے ساتھ اس وقت لایا ہوا ایمان زیادہ ہو جائے۔ [12]

نیز امام بخاری نے باب کے عنوان میں جو قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں، علامہ سعیدی نے ان کی تفسیر معتمد کتب تفاسیر سے باحوالہ بیان کی ہیں۔ جیسے "باب فضل قل ھو اللہ احد" اس عنوان و تعلیق کو علامہ سعیدی نے صحیح البخاری: ۵۰۱۳، صحیح مسلم :۸۱۳، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۸۱، مشکوۃ ۲۱۳۱، الدر المنثور ج ۶ ص ۴۱۳، تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۵۳۹، تفسیر قرطبی ج ۲۰ ص ۲۴۸ سے باحوالہ نقل کیا ہے۔" [13]

viii. راوۃِ حدیث کا تعارف

علامہ سعیدی فنِ اسماء الرجال پر بھی خوب دسترس رکھتے تھے۔ آپ نے سند میں ذکر کردہ تمام رواۃِ حدیث صحابہ و دیگر محدثین کے حالات نقل کرنے کا مکمل اہتمام کیا ہے،، نام و نسب، حالات زندگی، خدمات اور سن وفات بھی درج کیا گیا ہے۔ سند حدیث میں جس صحابی کا پہلی بار نام آیا، اس کے کوائف اور اس کا سن وفات ذکر کیا ہے۔ حدیث نمبر ۸۴ کے راوی حضرت ابی بن کعب ہیں ان کا تعارف لکھتے ہیں:

> "حضرت ابی بن کعب انصاری، یہ اس امت کے سب سے بڑے قاری ہیں، عقبہ اور بدر کے حاضرین میں سے ہیں، حضرت عمر کہتے ہیں کہ ابی بن کعب سید المسلمین ہیں، انھوں نے نبی ﷺ سے ۱۶۴، احادیث روایت کی ہیں، امام بخاری اور امام مسلم ان میں سے تین پر متفق ہیں، امام بخاری ۴ کے ساتھ منفرد ہیں اور امام مسلم ۷ کے ساتھ، ۱۹ ہجری میں مدینہ میں فوت ہو گئے تھے، دوسرا قول ۲۰ ہجری اور تیسرا قول ۳۰ ہجری کا ہے۔" [14]

اسی طرح جب ایک مقام پر راوی کا مکمل حوالہ ذکر کر دیا جائے تو دوسرے مقام پر فقط اشارہ دیتے ہیں مثلاً بَابُ بَوْلِ الصِّبيَانِ (بچوں کے پیشاب کا حکم) حدیث نمبر ۲۲۲ کے تحت لکھتے ہیں:

> "اس حدیث کے پانچ رجال ہیں اور ان سب کا تعارف ہو چکا ہے۔" [15]

ix. اعتراضات کے تسلی بخش جوابات

احادیث پر ہونے اعتراضات کے متعدد تسلی بخش جوابات دیتے ہیں، مثلاً شعبِ ایمان والی روایات کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ائمہ حدیث کے نزدیک ہر اطاعت ایمان میں داخل ہے، خواہ وہ اطاعت فرائض میں ہو یا نوافل میں، پھر ایمان کی شاخوں کی تعداد ستّر سے زائد میں منحصر نہیں رہے گی بلکہ یہ تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی۔ اس اعتراض کے حسب ذیل جوابات ہیں:

1۔ ابتداء میں ایمان کی شاخیں ساٹھ کے عدد میں منحصر تھیں، پھر جیسے جیسے احکام نازل ہوتے رہے، ان شاخوں کی تعداد بڑھتی رہی۔

2۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایمان کی شاخوں کی تعداد ساٹھ سے زائد ہی ہو، لیکن ہر شاخ کے تحت پھر شاخیں ہوں، اس وجہ سے ان کی تعداد زیادہ ہو گئی۔

3۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ساٹھ یا ستّر کا عدد تکثیر کے لیے فرمایا ہو نہ کہ حصر کے لیے، جیسے کہتے ہیں: میں نے تم سے سو مرتبہ یہ بات کہی ہے یعنی بہت دفعہ یہ بات کہی ہے۔[16]

x. متعلقہ کتب کی نشاندہی

دورانِ گفتگو اگر کسی خاص موضوع کا ذکر آ جائے تو اس عنوان پر لکھی جانے والی کتب کی نشاندہی فرماتے ہیں تا کہ قاری مزید اپنی علمی پیاس بجھا سکے۔ چنانچہ شعب الایمان پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں: "ان شاخوں کی تعیین میں ائمہ دین نے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے امام عبد اللہ حلیمی ہیں، انہوں نے "فوائد المنہاج" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اور حافظ ابو بکر بیہقی ہیں انہوں "شعب الایمان" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، اس کی ۷ جلدیں ہیں اور امام ابو حاتم ہیں انہوں نے "وصف الایمان وشعبہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔"[17]

xi. مؤید احادیث کا ذکر

نعمۃ الباری میں ایک حدیث سے متعلق دیگر احادیث بطور تشریح و تائید مع حوالہ جات لائی گئی ہیں۔ چنانچہ آپ ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اسلام کا یہ وصف ان مسلمانوں کے لیے بیان فرمایا ہے، جو اسلام کے تمام فرائض اور واجبات کو ادا کرتے تھے اور اسلام میں بندوں کے جو حقوق ہیں، ان کا انہیں پتا نہیں تھا تو نبی ﷺ نے ان کو بتایا، اسی طرح یہ حدیث ہے:

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اسلام کی کیا تعریف ہے؟ فرمایا: تمہارا دل اللہ کے سامنے جھک جائے اور مسلمان تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے محفوظ رہیں۔[18]

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس اسلام قبول کرنے کے لیے آئے پھر کہا: میں آپ سے اللہ کے لیے سوال کرتا ہوں کہ آپ کو اللہ نے ہمارے پاس کس چیز کے ساتھ

بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسلام کے ساتھ! میں نے کہا: اور اسلام کی کیا علامت ہے؟ آپ نے فرمایا: تم یہ کہو، میں نے اپنا چہرہ اسلام کے لیے جھکا دیا اور میں خالی ہو گیا اور تم نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور ہر مسلمان (کا مال، عزت اور جان) دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔[19]

امام بخاری نے اس کے بعد دو معلق سندیں ذکر کی ہیں اور ان دونوں سے مراد یہ ہے کہ شعبی نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے اس حدیث کا سماع کیا ہے، امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ یہ حدیث مزید دو سندوں سے مروی ہے، اس سے یہ حدیث قوی ہو گئی۔

xii. تخریج حدیث

صحیح بخاری کی ہر حدیث کی مکمل تخریج کی ہے اور تمام احادیث کو باحوالہ بیان کیا ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث نمبر ۱۶

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ

کے بعد مندرجہ ذیل کتب سے اس کی تخریج ذکر کی ہے۔

(صحیح مسلم: ۴۳، سنن ترمذی: ۲۶۲۴، سنن نسائی ۴۹۸۸، مسند ابو یعلی: ۳۲۷۹، صحیح ابن حبان: ۲۳۷، شعب الایمان: ۱۶۲۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۷۴، طبع قدیم، مسند احمد جلد ۲۰ ص ۱۸۱، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)[20]

xiii. فقہاء اسلام کے مذاہب کا بیان

احادیث مبارکہ کی تشریح میں علامہ سعیدی فقہاءِ اسلام کے مذاہب اور ان کے دلائل کو بھی بیان کرتے ہیں۔

مثلاً اہل قبلہ کے ایمان کی تعریف کے حوالے سے مذاہب نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اہل قبلہ کے ایمان کی تعریف میں حسب ذیل مذاہب ہیں :

1) اکثر محققین اور امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اقرار اسلامی احکام کے اجراء کے لیے شرط ہے اور نیک اعمال کا کرنا درجات میں بلندی کا سبب ہے۔

2) خوارج کا مذہب ہے، تصدیق، اقرار اور اعمال کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور نیک عمل کے ترک کرنے یا نافرمانی کرنے سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے اور کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔

3) معتزلہ کا مذہب: تصدیق، اقرار اور اعمال کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے انسان ایمان

سے نکل جاتا ہے کیونکہ جزء کی نفی سے کل کی نفی ہو جاتی ہے لیکن وہ کافر نہیں ہو تا کیونکہ اس نے تکذیب نہیں کی۔

4) ائمہ ثلاثہ اور محدثین کا مذہب ہے: تصدیق، اقرار اور اعمال کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے انسان ایمان سے نکلتا ہے نہ کفر میں داخل ہو تا ہے، بلکہ فاسق ہو جاتا ہے۔

5) مرجئہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد انسان کے لیے نیک عمل کرنا ضروری نہیں اور نہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے اسے کسی عذاب کا خطرہ ہے۔

ہم نے یہاں پر ایمان میں صرف وہ مذاہب ذکر کیے ہیں، جن پر "صحیح البخاری" کی احادیث کا سمجھنا موقوف ہے۔ ائمہ ثلاثہ اور محدثین جن آیات اور احادیث سے ایمان میں کمی اور زیادتی پر استدلال کرتے ہیں وہ ہم احناف کے نزدیک ایمان کامل پر محمول ہیں اور ہمارے نزدیک ایمان کامل میں اعمال داخل ہیں۔ اس لیے ایمان کامل میں کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے۔ ہمارے نزدیک نفس ایمان میں اعمال داخل نہیں ہیں وہ صرف تصدیق کا نام ہے اور اس کا ائمہ ثلاثہ اور محدثین بھی انکار نہیں کرتے۔"[21]

xiv. فقہاءِ احناف کا دفاع

متعدد مقامات پر آپ نے مختلف فقہاء کے اقوال و مذاہب نقل کیے ہیں۔ تاہم آخر میں احناف کا مؤقف تحریر کرتے ہیں اور احناف پر کیے گئے اعتراضات کے مسکت جوابات دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر فساق اور اہل بدعت کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے حوالہ سے فقہاء شافعیہ، حنبلیہ، مالکیہ اور احناف کا موقف تحریر کیا ہے۔[22] دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

علامہ ابن بطال نے امام ابو حنیفہ پر ظہر کے ابتدائی وقت میں اعتراضات لکھے اور ان کی طرف یہ قول بھی منسوب کر دیا کہ "جو شخص ظہر کے اول وقت میں نماز پڑھے گا وہ ہر حال میں نفل ہو گی فرض نہیں ہو گی۔"

علامہ سعیدی نے ان تمام اعتراضات کے مسکت جوابات دیے ہیں اور بطور شکر آخر میں لکھا:

"شاید قسّام ازل نے یہ سعادت صرف اس ناکارہ اور گناہ گار کے حصّہ میں لکھ دی تھی۔"[23]

xv. استنباطِ مسائل

علامہ سعیدی ایک ایک حدیث سے کئی مسائل کا استنباط کرتے ہیں، مثلاً درج ذیل حدیث کی تشریح کے ضمن میں آپ نے متعدد مسائل کا استنباط کیا ہے۔

قال زهير حدثنا ابو اسحاق عن البراء فی حدیثه هذا انه مات علیٰ القبلة قبل ان تحول رجال وقتلوا. فلم ندر ما نقول فیهم. فانزل الله تعالیٰ (وما كان الله لیضیع ایمانكم)(البقرۃ/۱۴۳)

۱۔ اس حدیث کے فوائد میں سے نسخ کا ثبوت ہے اور یہودیوں کے سوا سب کا اس پر اجماع ہے کہ احکام شرعیہ کا منسوخ ہونا ثابت ہے، حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہنوں کا بھائیوں کے ساتھ نکاح جائز تھا، اسی سے نسل انسان پھیلی اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی شریعت میں آزاد کو غلام بنانا جائز تھا، بعد میں یہ احکام منسوخ ہو گئے۔

۲۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ سنت کا قرآن سے نسخ جائز ہے کیونکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا سنت سے ثابت تھا، جس کو قرآن نے منسوخ کر دیا، امام شافعی اور ایک روایت میں امام احمد اور اہل ظاہر اس کے قائل نہیں ہیں اور امام ابو حنیفہ اور جمہور اس کے قائل ہیں۔

۳۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ خبر واحد کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے، کیونکہ جس شخص نے نبی ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی تھی، اس کے خبر دینے سے مدینہ کی دوسری مسجد کے نمازیوں نے اپنا قبلہ تبدیل کر لیا۔

۴۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ ایک نماز کو دو طرف منہ کر کے پڑھنا جائز ہے، اگر کسی شخص کو نماز میں پتا چل جائے کہ قبلہ دوسری طرف ہے تو وہ اس طرف مڑ جائے۔

۵۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کے ہوتے ہوئے اجتہاد کرنے کا جواز ہے کیونکہ اس مسجد کے نمازی یہ بھی کر سکتے تھے کہ نماز توڑ کر نبی ﷺ کے پاس جاتے کہ قبلہ تبدیل ہوا ہے یا نہیں۔

۶۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی ﷺ کا بہت بڑا مرتبہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سوال کے بغیر بیت اللہ کو آپ کے لیے قبلہ بنا دیا اور فرمایا: ”ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں“(البقرۃ:۱۴۴)(24)

xvi. فتح الباری اور عمدۃ القاری کی عبارات کے مابین محاکمہ

کئی مقامات پر فتح الباری اور عمدۃ القاری کے مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ سعیدی ان اختلافات کو بیان کر کے ذاتی تحقیق اور مسائل میں تطبیق کی بھی کوشش کرتے ہیں چنانچہ ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں:

”علامہ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک مذکورہ لفظ کا یاء کے ساتھ استعمال لغت ضعیفہ ہے جبکہ علامہ عینی اسے لغت فصیحہ قرار دے رہے ہیں“ ان کے اس مناقشہ میں علامہ سعیدی محاکمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ہو سکتا ہے لو راجعتہ بغیر یاء کے اور لو راجعتیہ یاء کے ساتھ دونوں لغت فصیحہ ہوں۔“[25]

شرح میں ایسے کئی مقامات ہیں لیکن طوالت کی وجہ سے ایک ہی اقتباس پیش کیا گیا ہے۔

XVII. علامہ سعیدی کے تفردات

تفرد اختیار کرنا ہر کسی کا کام نہیں، اس کے لئے قرآن و سنت، فقہ و تاریخ اور دیگر علوم میں مہارت کے ساتھ ساتھ تحقیقی انداز اپناتے ہوئے اجتہادی بصیرت درکار ہوتی ہے۔ علامہ سعیدی کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے بہت سے مسائل میں فقہی بصیرت کا استعمال کرتے ہوئے انفرادی رائے اختیار کی ہے۔ ذیل میں فقط دو مثالوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

جمعہ کی اذانِ ثانی پر وجوبِ سعی

علامہ سعیدی اس بات کے قائل ہیں کہ جمعہ کے دن اذانِ ثانی پر سعی واجب ہے نہ کہ اذانِ اول پر، چنانچہ

”اس مسئلہ میں میرا مختار یہ ہے کہ جب خطیب منبر پر بیٹھ جاتا ہے اور اس کے سامنے جو اذان دی جاتی ہے جس کو آج کل کے حساب سے اذانِ ثانی کہا جاتا ہے، اس اذان کے بعد سعی واجب ہوتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے دورِ اول میں صرف یہی اذان ہوتی تھی۔“[26]

نبی کریم ﷺ کی دعائے ضرر کو بد دعاء کہنے کا عدم جواز اور بعض شارحین کے تسامحات

حدیث نمبر ۲۴۰ میں سات کافروں کا نام لے کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف دعائے ضرر فرمائی ہے، جس پر بعض اردو سیرت نگاروں نے الفاظ حدیث ”دَعَا عَلَيْهِمْ“ کا ترجمہ کیا ہے: ان پر بد دعا کی۔ اسی طرح سید احمد بجنوری نے انوار الباری اور شیخ تقی عثمانی نے انعام الباری میں بھی ترجمہ بد دعا ہی کیا ہے۔ علامہ سعیدی کا موقف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کوئی فعل بد نہیں ہے، اس لیے آپ نے جو دعائے ضرر کی، اس کو بد دعا کہنا ناجائز اور گناہ ہے، آپ کا ہر فعل حسن اور واجب الاتباع ہے۔[27]

xviii. دیگر شارحین کے تسامحات کا تعاقب

دورانِ تشریح علامہ سعیدی اکثر مقامات پر دیگر شارحین اور علماء کے علمی تسامحات کی نشاندہی کرتے ہیں

مثال کے طور پر آپ علامہ ابن عابدین شامی کا تسامح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"علامہ شامی لکھتے ہیں : حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی جب مسجد میں جماعت فوت ہو جاتی ہے تو مسجد میں الگ الگ نماز پڑھتے۔ میں کہتا ہوں کہ علامہ شامی کو تسامح ہوا ہے، یہ انس رضی اللہ تعالی عنہ کا قول نہیں بلکہ حسن بصری کا قول ہے۔ دیکھیے مصنف ابنِ ابی شیبہ :7109، بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کے بر خلاف مسجد میں جماعت ثانیہ کروائی۔"[28]

حدیث نمبر ۲۲۳ کے تحت شیر خوار لڑکے اور لڑکی کے پیشاب آلودہ کپڑوں کے متعلق تین مذاہب بیان کرتے ہوئے ابن حجر عسقلانی کی عبارت نقل کرتے ہیں:

"فقہائے احناف اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ دونوں کے پیشاب آلودہ کپڑوں کو دھونا واجب ہے۔ ابن دقیق العید نے کہا ہے: انہوں نے قیاس کی پیروی کی ہے اور حدیث میں جو مذکور ہے: آپ نے اس کپڑے کو نہیں دھویا، انہوں نے جو اس کی تاویل کی ہے، وہ خلاف ظاہر ہے اور دوسری احادیث سے بعید ہے اور لڑکے اور لڑکی کے پیشاب کے حکم میں فرق اس لیے ہے تاکہ مشقت کم ہو۔"[29]

مذکورہ عبارت کے تعاقب میں لکھتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ حافظ ابنِ حجر کا یہ لکھنا کہ فقہاء احناف نے اپنے مذہب میں قیاس کی پیروی کی ہے، قطعاً باطل اور مردود ہے۔ ہم حدیث ۲۲۲ کی شرح میں ان احادیث کا تفصیل سے باحوالہ ذکر کر چکے ہیں، جن کی پیروی میں فقہاء احناف نے کہا ہے کہ شیر خوار لڑکے کے پیشاب آلودہ کپڑوں کو بھی دھونا واجب ہے۔۔۔ نیز حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ شیر خوار لڑکے اور شیر خوار لڑکی کے پیشاب آلودہ کپڑوں میں فرق اس لیے کیا ہے، تاکہ دھونے کی مشقت کم ہو، حافظ ابن حجر کی اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء شافعیہ اپنے اس مذہب میں قیاس کی پیروی کر رہے ہیں اور ان کا یہ قیاس صریح اور صحیح احادیث کے خلاف ہے، اس لیے باطل اور مردود ہے، نیز اسلام تو طہارت اور صفائی کی تعلیم دیتا ہے اور ژیر خوار بچے کے پیشاب کو طاہر قرار دینا، اسلام کے اس اصول کے کلیۃً خلاف ہے۔"[30]

xix. تعلیقاتِ بخاری کی تکمیل ووضاحت

تعلیقاتِ بخاری کی بھی بقدرِ ضرورت اور کہیں تفصیلی شرح کی ہے۔ نیز امام بخاری نے جو تعلیقات ذکر کی ہیں، ان کی اصل حدیث، جلد، صفحہ یا حدیث نمبر کے اعتبار سے باحوالہ بیان کی ہیں۔ مثلاً ایک مقام پر فرماتے ہیں:
امام بخاری نے کتاب التفسیر میں ایک تعلیق ذکر کی: "وقال ابن عباس ولها عرش سرير كريم حسن الصنعة و غلاء الثمن" امام بخاری نے اس تعلیق سے آیت قرآنیہ "إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ" (النمل:۲۳) کی طرف اشارہ ہے۔
اسی طرح حضرت بریرہ کے خیار عتق کی روایت میں "لو راجعتيه" یاء کے ساتھ اور بغیر یاء کے آیا ہے۔ اس تعلیق کی شرح علامہ سعیدی نے علامہ عینی کے حوالہ سے کی ہے اور اس کا پس منظر بیان کیا ہے۔(31)

xx. مجہول رواۃ کے ناموں کی تعیین

اگر سند یا متن میں کوئی مجہول نام آجائے اور اس کی تعیین مناسب ہو تو علامہ سعیدی اس نام کی دیگر احادیث کی روشنی میں تعیین کرتے ہیں۔ مثلاً ایک مقام پر فرماتے ہیں:

> "اس حدیث میں مذکور ہے "اتی رجل" یعنی ایک مرد آیا اور شعیب بن لیث کی روایت میں مذکور ہے مسلمانوں میں سے ایک مرد آیا اور ابن مسافر کی روایت میں مذکور ہے لوگوں میں سے ایک مرد آیا اور یونس اور معمر کی روایت میں مذکور ہے کہ بنو اسلم سے ایک مرد آیا۔ اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت ماعز اسلمی کو دیکھا۔۔۔"(32)

xxi. دیگر فرقوں پر رد

منکرین احادیث، مستشرقین اور عقائد باطلہ کے قرآن و سنت اور علمائے امت کے آثار سے مدلل جوابات دیے گئے ہیں۔ مجلس واحد میں تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے پر علامہ سعیدی نے غیر مقلدین کے فتاویٰ اور دلائل تحریر کیے ہیں پھر ان دلائل پر تبصرہ کیا ہے۔ تفصیل کے بعد لکھا ہے:

> "ہم نے اس مبحث میں پہلے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے بیان کیا ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں، تین طلاقیں ہی ہوتی ہیں، ایک طلاق نہیں ہوتی۔"(33)

نعمۃ الباری جلد ا ص ۲۶۸ تا ۲۸۴ اور ۳۶۳ اور ۳۸۲ پر علم غیب و علم کلی کا دلائل سے اثبات کیا ہے اور شیخ

سلیم اللہ خان کا رد کیا ہے۔

شیخ ابن عثیمین نے رسول اللہ کی شان میں غلو سے ممانعت میں لکھا ہے رسول اللہ ﷺ کے لیے باعث فضیلت یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے عبادت گزار ہیں اور اس کے رسول ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ آپ توحید کو ثابت کرنا چاہتے تھے کیونکہ سب سے اہم چیز یہ ہے کہ توحید کو ثابت کیا جائے علامہ سعیدی نے ان کی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد اور اس کے رسول ہیں لیکن صرف عبد اور رسول کہنے سے رسول اللہ ﷺ کے تمام محامد اور آپ کے تمام فضائل حاصل، نہیں ہوتے۔"

اس کے بعد علامہ سعیدی نے آیات قرآنیہ اور احادیث طیبہ سے آپ ﷺ کی علو شان بیان کی ہے۔[34]

xxii. خصائص النبی ﷺ پر مفصل گفتگو

نبی کریم ﷺ کی خصوصیات، آپ کے فضائل و کمالات دیگر انبیاء پر، آپ کی وجاہت، شفاعت، علم غیب، تصرفات واختیارات پر مفصل ابحاث مع اکابرین اور دیگر مسالک کی نامور شخصیات کی تائیدی عبارات کو پیش کیا گیا ہے۔ شان رسالت کے حوالہ سے علامہ سعیدی نے نبی ﷺ کی خصوصیات کا مختلف مقامات پر تذکرہ کیا ہے۔ حدیث نمبر ۳۳۵ میں آپ کے پانچ خصائص آئے ہیں علامہ عینی نے اس کی شرح کے تحت مزید بارہ خصائص لکھے، پھر علامہ سعیدی نے آپ ﷺ کے ۸۵ خصائص امام محمد بن ابراہیم الخرکوشی نیشاپوری کے حوالہ سے تحریر کیے۔[35]

xxiii. تکرار سے اجتناب

شرح بخاری کے جن موضوعات کو پہلے شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن میں ذکر کیا جا چکا ہے، ان کو دہرانے کے بجائے ان کے حوالہ جات نقل کیے گئے ہیں۔ مثلاً حدیث مبارکہ "أن سعد بن عبادة رضی الله عنه استفتی رسول الله صلی الله علیه و سلم فقال إن أمي ماتت وعلیها نذر فقال اقضه عنها" کی شرح میں شرح صحیح مسلم کا حوالہ دیا اور لکھا ہے:

> "باب مذکور کی حدیث، شرح صحیح مسلم: ۴۱۲۲۔ جلد ۴ ص ۵۲۰ پر مذکور ہے اس کی شرح کے عنوان حسب ذیل ہیں... یہاں علامہ سعیدی نے ۲۶ عناوین کا حوالہ دیا ہے۔"[36]

نعمۃ الباری میں علامہ سعیدی نے اپنی سابقہ تحریروں کے مقابلے میں اعتدال سے ابحاث کی ہے اور طوالت سے گریز کرتے ہوئے اختصار کا خیال رکھا ہے۔

xxiv. عصر حاضر میں لکھی جانے والی شروحات پر علامہ سعیدی کی نظر

نعمۃ الباری کی تصنیف کے دوران علامہ سعیدی نے اس وقت لکھی جانے والی صحیح بخاری کی شروحات کو بھی سامنے رکھا تاکہ ان کے محاسن سے استفادہ کیا جائے اور تسامحات کا تعاقب کیا جائے۔ چنانچہ ساتویں جلد کے آخر میں آپ لکھتے ہیں:

> "اس وقت کراچی میں صحیح بخاری کی تین اردو شروحات لکھی جارہی ہیں، دارالعلوم کراچی میں شیخ تقی عثمانی انعام الباری کے نام سے شرح لکھ رہے ہیں، جامعہ فاروقیہ کراچی میں شیخ سلیم اللہ خان کشف الباری کے نام سے لکھ رہے ہیں اور دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں نعمۃ الباری کے نام سے یہ ناکارہ اس کی شرح لکھ رہا ہے۔ میں گاہے گاہے اول الذکر شرحوں کو دیکھتا رہتا ہوں اور جہاں میری نظر میں کوئی چیز غلط ہوتی ہے، میں اس پر تنبیہ کر دیتا ہوں۔"[37]

نتائج بحث وسفارشات

۱۔ نعمۃ الباری میں احادیث کا آسان اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔

۲۔ قدیم شروحات کی روشنی میں ہر باب کے آغاز میں اس کی ترتیب پر کلام کیا گیا ہے۔

۳۔ اصولِ حدیث کو احادیث کے ردّ و قبول کا معیار بنایا گیا ہے اور فنِ حدیث پر بحث کی گئی ہے۔

۴۔ ہر مسئلہ کی تحقیق میں سب سے پہلے آیاتِ قرآنیہ، پھر احادیثِ صحیحہ، آثارِ صحابہ و تابعین، مذاہبِ ائمہ اربعہ، متقدمین و متاخرین کی عبارات سے استشہاد اور آخر میں ذاتی مؤقف پر دلائل و براہین لے کر آئے ہیں۔

۵۔ اس شرح کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ اکثر مسائل کی تحقیق میں فقہ حنفی کی دیگر مذاہب پر ترجیح کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

۶۔ منکرینِ حدیث اور مستشرقین کے اعتراضات و شبہات کا عقلی و نقلی دلائل سے رَد کیا گیا ہے۔ علمی اختلاف کی صورت میں شائستہ اور نرم روش اختیار کی گئی ہے۔

۷۔ ائمہ اربعہ کے مذاہب کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور ان کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔

۷۔ احادیث سے مستنبط ہونے والے فوائد و مسائل بھی مختصراً ذکر کیے ہیں اہلسنت و جماعت کے عقائد و معمولات کی تشریح و توضیح اور مخالفین کی مہذب گرفت کے ساتھ ساتھ عقائد میں غلو سے احتراز کیا گیا ہے۔

۸۔ معاصرین کی شروحات سے استفادہ کے ساتھ ان کے تسامحات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

۹۔ معروضی انداز تحقیقی اختیار کیا گیا ہے جدید و قدیم اصول تحقیق کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

درحقیقت یہ شرح نہ صرف علوم و مباحث حدیث میں کمال شاہکار ہے بلکہ فقہ و اصول فقہ میں بھی انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی مختلف جہات پر تحقیقی کام کرایا جائے تاکہ اس شرح کے مزید محاسن اہلِ علم کے سامنے اجاگر کیے جاسکیں۔

Refernces

[1] علامہ غلام رسول سعیدی، **نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری**، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، ط۱۴۳۴، ۷ھ، ۱/۵۱۔

‘Allāma Ghulām Rasōl Sa‘eedī, *Na‘imat ul Bārī fi Shraḥ Ṣaḥiḥ al Bukhārī*, Farid Book Stall, Urdu Bazar, Lahore, 7th Edition, 1434 H/ Sep. 2013, 1/51.

[2] سعیدی، **نعمۃ الباری**، ۲/870۔

Sa‘eedī, *Na‘imat ul Bārī*, 2/870.

[3] ایضاً، ۲/ ۱۰۶۔

Ibid. 2/106.

[4] ایضاً، ۱/۴۸۳۔

Ibid. 1/483.

[5] ایضاً، 14/598۔

Ibid. 14/598.

[6] ایضاً، ۱/۶۶۶۔

Ibid. 1/666.

[7] ایضاً، 2/195۔

Ibid. 2/195.

[8] ایضاً، 2/234۔235۔

Ibid. 2/234-235.

[9] الغافر، ۶۰:40۔

Al Ghāfir, 40:60.

[10] سعیدی، **نعمۃ الباری**، ۱/۱۷۷۔

Sa‘eedī, ***Na‘imat ul Bārī,*** 1/177.

[11] ایضاً، ۱/۱۶۷۔

Ibid. 1/167.

[12] ایضاً۔

Ibid.

[13] ایضاً، ۹/۱۸۸۔

Ibid. 9/188.

[14] ایضاً، ۱/۳۳۷۔

Ibid. 1/337.

[15] ایضاً، ۱/۶۶۶۔

Ibid. 1/666.

[16] ایضاً، 1/182۔

Ibid. 1/182.

[17] ایضاً۔

Ibid.

[18] ایضاً، 1/۱۸۵۔

Ibid. 1/185.

[19] ایضاً۔

Ibid.

[20] ایضاً، ۱/ ۱۹۶۔

Ibid. 1/196.

[21] ایضاً، 1/ 165۔

Ibid. 1/165.

[22] ایضاً، ۲/ ۵۹۰۔۵۹۱۔

Ibid. 2/590-591.

[23] ایضاً، ۲/ ۳۷۷۔

Ibid. 2/377.

[24] ایضاً، 1/ 244۔

Ibid. 1/244.

[25] ایضاً، ۱۰/ ۱۰۹۔

Ibid. 10/109.

[26] ایضاً، 2/ 837۔

Ibid. 2/837.

[27] ایضاً، ملخصاً ۱/ ۷۰۵۔

Ibid. 1/705.

[28] ایضاً، 2/ 516۔

Ibid. 2/516.

[29] ابن حجر عسقلانی، **فتح الباری**، دار المعرفہ، بیروت، ۱/ ۷۵۵۔ بہ حوالہ **نعمۃ الباری**، ۱/ ۶۷۰۔۶۷۱۔

Ibn Ḥajr ʻAsqalānī, **Fatḥ ul Bārī**, Dār al Maʻarifah, Beruit, 1/755.

[30] ایضاً، ۱/ ۶۷۱۔

Ibid. 1/671.

[31] ایضاً، ۱۵/ ۴۸۵۔

Ibid. 15/485.

[32] ایضاً، ۱۵/ ۲۱۹۔

Ibid. 15/219.

[33] ایضاً، ۱۰/ ۴۰۳تا۵۶۵۔

Ibid. 2/403-565.

[34] ایضاً، ۱۵/ ۲۸۸تا۲۹۱۔

Ibid. 15/288-291.

[35] ایضاً، ۱/ ۸۴۷تا۸۵۰۔

Ibid. 1/847-850.

[36] ایضاً، ۵/ ۶۱۲۔

Ibid. 5/612.

[37] ایضاً، 7/ 619۔

Ibid. 7/619.